محمد زبیر، جنوبی افریقہ
حال مقیم اسلام آباد
١١رجب ١٤٣٦ھ
١مئی ٢٠١٥ء

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ١٥/١٧٢٠
ڈاک ٢٩٩٠

چند فقہی مسائل کے بارے میں شرعی رہنمائی اور حضراتِ مفتیانِ کرام کی رائے گرامی

محترم جناب مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

میرا تعلق ساؤتھ افریقہ سے ہے، میں اس وقت اسلام آباد سے آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اگلے مہینہ مجھے ساؤتھ افریقہ جانا ہے، رمضان کا مہینہ قریب ہے، اس میں مسائل پیش آتے ہیں، الحمد للہ دارالعلوم کراچی کے علماء و مفتیان کرام پر بہت زیادہ اعتماد ہے اور ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہر مسئلہ میں آپ حضرات کی رائے گرامی معلوم کرکے اسی پر عمل کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ ہماری اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے اپنے قیمتی اوقات میں سے ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔

رمضان المبارک میں چار قسم کے مسئلے زیادہ پیش آتے ہیں: روزہ، زکوٰۃ، اعتکاف، تراویح۔ ان چاروں موضوعات سے متعلق کچھ طالبعلمانہ سوالات اس وقت ذہن میں ہیں، کچھ مسائل یہاں کی صورتحال سے متعلق ہیں، کچھ عمومی ہیں، سب الگ الگ خطوط میں لکھ کر بھیج رہا ہوں، آپ سے گزارش ہے کہ ان مسائل کا جواب عنایت فرماکر ممنون فرمائیں۔ اور اگر ذرا جلدی ہو جائے تو بہت زیادہ ممنون رہوں گا۔

اس خط میں زکوٰۃ سے متعلق چند طالبعلمانہ سوالات ذہن میں ہیں۔ اگر آپ ان مسائل کا تحریری جواب عنایت فرمادیں گے تو میرے پاس ثبوت کے طور پر یہ علمی خزانہ محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گا۔

١. زکوٰۃ کی رقم یکمشت دینا ضروری ہے یا تھوڑی تھوڑی کرکے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ اگر تھوڑی تھوڑی کرکے دی جاسکتی ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں یقیناً تاخیر ہوگی، تو زکوٰۃ میں کتنی تاخیر معاف ہے؟ بہت سے لوگ حسبِ ضرورت مستحق لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم یا اشیاء دیتے رہتے ہیں، مثلاً ماہانہ راشن وغیرہ۔ اس میں غریبوں کا فائدہ ہوتا ہے۔

٢. اسی طرح زکوٰۃ کے حوالے سے ایسے شخص کو جس پر زکوٰۃ فرض ہو لیکن وہ کسی وجہ سے ایک ساتھ اتنی رقم نہ نکال سکتا ہو، تو اس کو زکوٰۃ ادا کرنا بوجھ محسوس ہوتا ہے، تو کیا اس کیلئے یہ طریقہ اختیار کرسکتے ہیں کہ ہر مہینہ اپنی آمدنی سے کچھ رقم نکال کر زکوٰۃ کی نیت سے کسی مستحق کو دے دی جائے، تاکہ جب سال پورا ہوگا تو اس وقت تک زکوٰۃ کی ایک بڑی مقدار ادا ہوگئی ہوگی۔ کیا ایڈوانس زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

٣. پگڑی کا معاملہ آپ کے علم میں ہوگا کہ اس میں مالک مکان کو پگڑی کی رقم شروع میں دی جاتی ہے، اور وہ رقم واپس نہیں ہوتی، اس رقم کی زکوٰۃ کس کے ذمہ میں ہوگی؟ پگڑی پر مکان لینے والے کے ذمہ یا اصل مالک کے ذمہ؟

٤. عازمینِ حج کو حج سے چند مہینہ پہلے رقم جمع کرانی ہوتی ہے، اب اگر حج پر جانے سے پہلے اس کی زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے تو جب وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو کیا جو رقم حج کیلئے جمع کرائی ہے اس کی بھی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا یا نہیں؟ اور اس میں گورنمنٹ اسکیم اور پرائیویٹ والوں کا حکم ایک ہی ہے یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟

URGENT

Scanned by CamScanner

۵. زیرِ تعمیر بلڈنگ میں فلیٹس کی بکنگ آج کل بہت معروف ہو چکی ہے، جب کوئی فلیٹ بک کرایا جاتا ہے تو ایڈوانس کچھ رقم جمع کرائی جاتی ہے، پھر ماہانہ قسطیں بھری جاتی ہیں اور اس میں سال یا دو سال کا عرصہ لگ جاتا ہے، اس دوران بکنگ کرانے والے کی زکوۃ کا سال پورا ہو جاتا ہے۔ تو ایڈوانس اور اب تک اس کے ساتھ جو قسطیں ادا کر چکا ہے، کیا ان کی بھی زکوۃ دینی ہو گی یا نہیں؟

۶. آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا میں کچھ لوگ سفید پوش ہوتے ہیں یعنی وہ ضرور تمند اور مستحق ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے، اب اگر کوئی شخص ان کے ساتھ زکوۃ کی مد میں تعاون کرنا چاہے تو وہ زکوۃ لینا بھی پسند نہیں کرتے حالانکہ وہ مستحق بھی ہیں، تو کیا ایسی صورت میں ہم زکوۃ کی رقم اس کو کسی دوسرے عنوان سے دے سکتے ہیں تاکہ وہ لے لے اور اپنی ضروریات میں استعمال کر سکے؟ یا زکوۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقم ہے تاکہ ان کو دھوکہ نہ ہو؟

۷. اگر کوئی شخص آکر ہم سے تعاون کی اپیل کرے اور یہ کہے کہ میں مستحق زکوۃ ہوں تو کیا اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے ہم اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ یا ہمیں اس کی تحقیق کرنی چاہیے؟ ہم کس حد تک تحقیق کے مکلف ہیں؟ اسی طرح کوئی بندہ دیکھنے میں غریب لگتا ہے، اب اس کی حقیقت کیا ہے وہ تو ہمیں نہیں پتہ، تو ایسے موقع پر ہم کیا کریں؟ بعض اوقات کسی کی تحقیق کرنا بھی مشکل ہوتا ہے، مثلاً اس وجہ سے کہ غریب آدمی عزت دار ہے، اس سے مستحق ہونے کا پوچھا جائے گا تو وہ بُرا محسوس کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

۸. زیور کی زکوۃ ادائیگی کے دن قیمتِ فروخت کے حساب سے ادا کی جائے گی، سوال یہ ہے کہ قیمتِ فروخت سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ قیمت جس پر دکاندار کسٹمر کو فروخت کرتا ہے؟ یا کسٹمر جب اپنا زیور دکاندار کو فروخت کرنے جائے تو وہ جس قیمت پر خریدتے گا اس کے حساب سے زکوۃ ادا کرنی ہو گی؟ کیونکہ ان دونوں قیمتوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔

۹. آخری سوال یہ ہے کہ بعض لوگوں کے جب دانت گر جاتے ہیں تو وہ مصنوعی دانت لگاتے ہیں، اگر وہ مصنوعی دانت سونے یا چاندی کا ہو تو کیا اس کی بھی زکوۃ دینی ہو گی؟

از راہ کرم مذکورہ بالا سوالات کے تسلی بخش جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

دار الافتاء

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

Scanned by CamScanner

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾۔۔۔زکوٰۃ کی رقم یکمشت ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ سال گزرنے سے پہلے پہلے اس سال کی پوری زکوٰۃ ادا کر دی جائے، ایک سال سے زیادہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا درست نہیں، گناہ ہے۔

بدائع الصنائع – (۲ / ۳)

وأما كيفية فرضيتها فقد اختلف فيها ذكر الكرخي أنها على الفور وذكر في المنتقى ما يدل عليه فإنه قال إذا لم يؤد الزكاة حتى مضى حولان فقد أساء وأثم ولم يحل له ما صنع وعليه زكاة حول واحد

﴿۲﴾۔۔۔جی ہاں! صاحبِ نصاب شخص اپنے مال کی زکوٰۃ پیشگی (ایڈوانس) ادا کر سکتا ہے، اور سہولت کیلئے ہر مہینہ اپنی آمدنی سے کچھ رقم زکوٰۃ کی نیت سے ادا کرنا بھی جائز ہے، البتہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر زکوٰۃ کا صحیح حساب کر کے کمی بیشی برابر کرنی ہوگی، یعنی اب تک جو پیشگی زکوٰۃ ادا کی گئی ہے اُس کی مقدار اگر واجبُ الاداء مقدار سے کم ہو تو باقی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، اور اگر واجبُ الاداء مقدار سے زیادہ پیشگی ادا کر دی ہو تو اضافی ادا کردہ رقم اگر آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

الدر المختار– (۲ / ۲۹۳)

(ولو عجل ذو نصاب) زكاته (لسنين أو لنصب صح) لوجود السبب

الفتاوى الهندية – (۱ / ۱۷۶)

ويجوز التعجيل لأكثر من سنة لوجود السبب كذا في الهداية ولو عجل زكاة ألفين وله ألف فقال إن أصبت ألفا أخرى قبل الحول فهي عنهما وإلا فهي عن هذه الألف في السنة الثانية أجزأه رجل له أربعمائة درهم فظن أن عنده خمسمائة فأدى زكاة خمسمائة ثم علم فله أن يحسب الزيادة للسنة الثانية كذا في محيط السرخسي

﴿۳﴾۔۔۔پگڑی کی رقم کی زکوٰۃ نہ پگڑی کا مکان لینے والے (کرایہ دار) پر واجب ہے اور نہ اصل مالکِ مکان پر۔ کرایہ دار پر تو اس لئے واجب نہیں کہ کرایہ دار یہ رقم مالکِ مکان کو رشوت کے طور پر دیتا ہے جس میں کرایہ دار کو تصرف کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ رقم اس کو واپس ملتی ہے، لہٰذا یہ رقم مالِ ضمار اور مالِ مغصوب کے حکم میں ہوئی، اور مالِ ضمار اور مالِ مغصوب میں وصولیابی سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

اور مالکِ مکان پر اس رقم کی زکوٰۃ اس لئے واجب نہیں کہ اس کیلئے یہ رقم لینا حرام ہے، اور حرام مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، بلکہ اس کا حکم یہ ہے کہ اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر بالفرض اصل مالک معلوم نہ ہو یا اس تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو ثواب کی نیت کے بغیر اس کُل رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔(ماخذہٗ تبویب:۱۵۶۳/۶۴)

الدر المختار – (۲ / ۲۶۶)

(ومغصوب لا بينة عليه) فلو له بينة تجب لما مضى إلا في غصب السائمة فلا تجب، وإن كان الغاصب مقرا كما في الخانية.............(وما أخذ مصادرة) أي ظلما (ثم وصل إليه بعد سنين) لعدم النمو. والأصل فيه حديث علي «لا زكاة في مال الضمار» وهو ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك

الفتاوى البزازية – (۱ / ٤۱)

ولو بلغ المال الخبيث نصاباً لا يجب فيه الزكاة لأن الكل واجب التصدق *

حاشية ابن عابدين – (۲ / ۲۹۱)

في القنية لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكاة؛ لأن الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد إيجاب التصدق ببعضه. اهـ.

﴿۴﴾۔۔۔عازمِ حج اگر سرکاری اسکیم کے تحت حج کیلئے جارہا ہے جس میں عام طور پر قرعہ اندازی ہوتی ہے تو اس میں جمع کرائی گئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہونے اور نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف): زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے اگر قرعہ اندازی ہو جائے اور قرعہ اندازی میں عازمِ حج کا نام نکل آئے تو حج درخواست کے ساتھ جمع کرائی ہوئی رقم میں سے جتنی رقم آمد و رفت اور رہائش کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کے لئے جمع کرائی ہے اس کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں واپس ملے گی اگر وہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے واپس مل جائے تو اس میں سے خرچ کر کے زکوٰۃ کا سال پورا ہونے تک جتنی رقم بچے گی صرف اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوگا، اور جو رقم زکوٰۃ نکالنے کی سالانہ تاریخ آنے سے پہلے خرچ ہو جائے گی اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہ ہوگا، اور کرنسی کی صورت میں ملنے والی زائد رقم اگر زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ملے تو اس پوری رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔

(ب): اور اگر قرعہ اندازی زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ہو یا قرعہ اندازی میں نام نہ نکلے تو جمع کرائی گئی رقم میں سے جتنی رقم واپس ملے گی اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے، یعنی اس میں آمد و رفت کا خرچہ، کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس منہا نہیں کی

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

جائے گی، بلکہ وصول ہونے کے بعد ہی پوری رقم سے زکوۃ نکالنا فرض ہوگا، اور یہی رقم اگر اگلے سال زکوۃ کی تاریخ آنے تک باقی رہے گی تو اگلے سال بھی زکوۃ فرض ہوگی۔

عازم حج اگر پرائیوٹ اسکیم کے تحت حج کیلئے جارہا ہے جس میں عام طور پر قرعہ اندازی نہیں ہوتی تو اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی رقم آمد ورفت اور رہائش کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کیلئے جمع کرائی ہے اس پر زکوۃ فرض نہیں، البتہ اس اسکیم میں بھی اگر کرایہ اور فیس وغیرہ کے اخراجات کے علاوہ زائد رقم کرنسی کی صورت میں واپس ملے اور زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے ملے تو اس میں سے خرچ کر کے زکوۃ کا سال پورا ہونے تک جتنی رقم بچے گی صرف اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے، اور جو رقم خرچ ہوجائے گی اس کی زکوۃ فرض نہیں ہے، اور اگر واپس ملنے والی رقم زکوۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ملے تو اس پوری رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(ماخذہ تبویب: ۱۶۷۰/۵)

اور اگر کل رقم حج کے اخراجات میں منہا ہوجائے اور عازم حج کو گروپ لیڈر کی طرف سے کوئی رقم واپس نہ ملے اور زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے یہ رقم منہا ہو تو اس کی زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

الدر المختار – (۶ / ۱۰)

و) اعلم أن (الأجر لا يلزم بالعقد فلا يجب تسليمه) به (بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة) المنجزة أما المضافة فلا تملك فيها الأجرة بشرط التعجيل إجماعا وقيل تجعل عقودا في كل الأحكام ففي رواية تملكها بشرط التعجيل للحاجة شرح وهبانية للشرنبلالي (أو الاستيفاء) للمنفعة (أو تمكنه منه)

﴿۵﴾۔۔۔فلیٹ بک کرانا در حقیقت "عقدِ استصناع" ہے، اور استصناع صحیح اور راجح قول کے مطابق بیع ہی ہے، اور اس میں جو رقم مقرر ہوتی ہے وہ ثمن کے حکم میں ہے، لہٰذا بکنگ کرانے والے نے جو رقم ایڈوانس یا قسطوں کی شکل میں جمع کرائی ہے اس کی زکوۃ بکنگ کرانے والے کے ذمہ واجب نہیں ہے کیونکہ وہ رقم اس کی ملکیت سے نکل گئی، اور جو قسطیں فلیٹ خریدنے والے کے ذمہ باقی ہیں وہ خریدنے والے کے ذمہ قرض ہے، لہٰذا وہ قابلِ زکوۃ اموال سے منہا ہوں گی۔

البحر الرائق – (۶ / ۱۸۵)

الثالث في صفته فقد اختلفوا في كونه مواعدة أو معاقدة فالحاكم الشهيد والصفار ومحمد بن سلمة وصاحب المنشور مواعدة وإنما ينعقد عند الفراغ بالتعاطي ولهذا كان للصانع أن لا يعمل ولا يجبر عليه بخلاف السلم

(جاری ہے۔۔۔)

30203

وللمستصنع ان لا يقبل ما ياتي به ويرجع عنه والصحيح من المذهب جوازه بيعا

بدائع الصنائع – (۵ / ۳)

وأما حكم الاستصناع فهو ثبوت الملك للمستصنع في العين المبيعة في الذمة وثبوت الملك للصانع في الثمن ملكا غير لازم

الدر المختار – (۲ / ۲۶۰)

(فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد)

﴿۶﴾۔۔۔ زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، بلکہ دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت ہو تو زبان سے ہدیہ / تحفہ اور انعام / عیدی کہہ کر بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بلکہ عزت دار مستحقین کو زبان سے زکوٰۃ کا نہ بتانا ہی بہتر ہے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو اور انہیں لینے میں شرمندگی نہ ہو اور ان کی ضرورت بھی پوری ہو جائے۔

حاشية ابن عابدين – (۲ / ۲۶۸)

(قوله نية) أشار إلى أنه لا اعتبار للتسمية؛ فلو سماها هبة أو قرضا تجزيه في الأصح

الفتاوى الهندية – (۱ / ۱۹۰)

نوى الزكاة بما يدفع لصبيان أقربائه أو لمن يأتيه بالبشارة أو يأتي بالباكورة اجزاه

﴿۷﴾۔۔۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مستحقِ زکوٰۃ ظاہر کرے یا دیکھنے میں ظاہراً وہ مستحق لگتا ہو اور قرائن و علامات سے آپ کو اس کے مستحق ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو تو آپ اُسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں، مزید تحقیق کی ضرورت نہیں۔ البتہ جس شخص کے بارے میں شک ہو اور قرائن و علامات سے معلوم نہ ہو کہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ تو اس کے بارے میں مناسب اور ضروری معلومات حاصل کر لینی چاہئیں، اس کے بعد اگر وہ مستحق معلوم ہو تو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

الفتاوى الهندية – (۱ / ۱۸۹)

إذا شك وتحرى فوقع في اكبر رأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أو سأل منه فدفع أو رآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالإجماع وكذا إن لم يظهر حاله عنده وأما إذا ظهر أنه غني أو هاشمي أو كافر أو مولى الهاشمي أو الوالدان أو المولودون أو الزوج أو الزوجة فإنه يجوز وتسقط عنه الزكاة في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

﴿۸﴾۔۔۔قیمتِ فروخت سے مراد وہ قیمت ہے جس پر دکاندار وہ زیور گاہک سے خریدے، لہٰذا اگر زیور کی زکوٰۃ قیمت سے ادا کی جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے دن وہ زیور جس قیمت پر بازار میں فروخت ہو اُسی قیمت کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔(ماخذہٗ فتاوی عثمانی: ۲/۶۷، وفتاوی محمودیہ: ۹/۳۷۹)

حاشیۃ ابن عابدین – (۲ / ۲۹۹)

وقدم الشارح عند قوله وجاز دفع القيمة أنها تعتبر يوم الوجوب، وقالا يوم الأداء كما في السوائم، ويقوم في البلد الذي المال فيه إلخ

﴿۹﴾۔۔۔یہ مسئلہ فی الحال زیرِ غور ہے، کچھ عرصہ بعد دوبارہ سوال کر کے معلوم کرلیا جائے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲/شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

۲۱/مئی ۲۰۱۵م

الجواب صحیح

۱۴۳۶/۸/۵

نائب مفتی

الجواب صحیح

۱۴۳۶/۸/۸

مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۵/۱۴۲۰

۱۴۳۶/۸/۵ھ

۲۰۱۵/۵/۲۳

Scanned by CamScanner